40

مسلمانانِ کشمیر کی مال اور دعا سے مدد کرو

(فرمودہ ۲۲- جنوری ۱۹۳۲ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

رسول کریم ﷺ کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ آپ نہایت ہی مخیّر وجود تھے اور صدقہ و خیرات کی طرف بہت توجہ کیا کرتے تھے۔ خصوصاً رمضان کے ایام میں آپ صدقہ و خیرات میں بہت ہی زیادہ حصہ لیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رمضان میں آپ کا صدقہ و خیرات اپنی تیزی میں تیز ہوا سے بھی بڑھ جاتا تھا[1]۔ اگر اللہ تعالیٰ کا وہ رسول جو دنیا کے لئے اسوہ و نمونہ بنا کر بھیجا گیا تھا جو خدا تعالیٰ کے حضور اپنی پیدائش سے قبل ہی مقبول تھا بلکہ دنیا کی پیدائش کا مقصود تھا اس بات کا محتاج تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء کے حصول کے لئے آگے بڑھ کر قدم مارے تو ہم لوگ جو ہزارہا عیوب اور نقائص رکھتے ہیں کس حد تک اس بات کے محتاج ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنے کے لئے قربانی کے مواقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اس امر کا ہم میں سے ہر ایک کو اندازہ کرنا چاہئے۔ اسلام نے اس بات کا حکم نہیں دیا کہ کوئی انسان دولت کمائے نہیں یا اچھا کھانا نہ کھائے یا عمدہ کپڑا نہ پہنے لیکن اس بات کا دروازہ ضرور رکھول دیا ہے کہ اگر کوئی انسان خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہے تو وہ قربانیوں کے ذریعہ ہی حاصل کر سکتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ انسان نوافل کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں خدا تعالیٰ نے فرمایا میں ایسے بندہ کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے' اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے' میں

اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اگر وہ ایک قدم میری طرف آتا ہے تو میں ایک گز اس کی جانب بڑھتا ہوں [2] اور انسان ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا کامل اتحاد ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بے شک اللہ تعالیٰ سنتا ہے مگر وہ مادی کانوں کا محتاج نہیں' وہ دیکھتا ہے مگر مادی آنکھوں کا محتاج نہیں' وہ وراء الوریٰ ہستی ہے اور اس کا انسان کے ہاتھ بننے کے معنے یہ ہیں کہ ایسا انسان جب اپنے ہاتھوں سے کام کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے تصرف کے ماتحت کام شروع کرتا ہے۔ اور اس کی حفاظت اور نصرت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ پاؤں بننے کے معنے یہ ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی توجہ پر دنیا میں برکات کا نزول ہو سکتا ہے اسی طرح اس بندہ کی آمد و رفت سے بھی برکات الٰہی وابستہ ہوتی ہیں۔ آنکھیں بننے کے معنے یہ ہیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ جس کی طرف محبت و پیار کی نظر ڈالتا ہے اسے معزز و مقبول بنا دیتا ہے اسی طرح اس انسان کی آنکھوں میں وہی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کی طرف نگاہ کرے خدا تعالیٰ کے فضل نازل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

ہم آج کل رمضان سے گزر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے ہمارے لئے بھی کھل سکتے ہیں اگر ہم کوشش کریں۔ ہم میں وہ لوگ بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا کی ہے وہ خود بھی آرام و آسائش سے رہ سکتے ہیں اور دس بیس اور کو بھی رکھ سکتے ہیں۔ پھر ہم میں وہ بھی ہیں جو صرف اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ ہی بخوبی پال سکتے ہیں اور وہ بھی ہیں جو فاقے کرتے ہیں لیکن ہر ایک تکلیف جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے یا انسان کی سستی سے پیدا ہوتی ہے یا دوسروں کے ہاتھوں پہنچتی ہے اس پر صبر و شکر کرنے سے اتنا ثواب نہیں ہوتا جتنا اس تکلیف کا جو انسان خود اپنے نفس پر وارد کرتا ہے۔ ایک انسان جسے ایک ہی وقت کھانے کو ملتا ہے وہ اس سے اتنا قرب الٰہی حاصل نہیں کر سکتا جتنا وہ شخص جسے دونوں وقت کھانا میسر آتا ہے مگر ایک وقت کا وہ خود اپنی مرضی سے نہیں کھاتا بلکہ کسی مسکین کو دے دیتا ہے۔ پہلے نے بھی سات دنوں میں صرف سات بار کھانا کھایا اور دوسرے نے بھی مگر پہلا ثواب کا اتنا مستحق نہیں ہو سکتا جتنا دوسرا کیونکہ اس نے اپنی مرضی سے ایسا کیا لیکن پہلے نے مجبوری سے۔ بے شک مجبوری کے ماتحت تکلیف اٹھانے والا بھی ثواب کا مستحق ہو سکتا ہے مگر اس کے لئے اور شرائط ہیں۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے صبر کا مقام رکھا ہے۔ لیکن صبر کے وہ معنی نہیں جو ہمارے ملک میں عام طور پر سمجھے جاتے ہیں بلکہ وہ ہیں جو اس سال جلسہ سالانہ کے موقع پر میں نے بیان کئے تھے۔ اگر انسان یہ بات حاصل

کرلے تو وہی ابتلاء اور مصیبت اس کے لئے ترقی درجات کا موجب ہو سکتی ہے۔ اس وقت ایک قوم ہے جو خصوصیت کے ساتھ ان دنوں میں دنیا کے سامنے آرہی ہے اور میں خواب کی بناء پر اس کے متعلق جماعت کو تحریک کرتا ہوں۔ میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ صرف یہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے اٹھائے۔ تمام انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کسی خاص قوم کو ہمیشہ کے لئے وہ ذلت میں پڑا رہنے دے۔ بلکہ ایک قوم اگر خود گرتی ہے اور اٹھنا نہیں چاہتی تو بھی ایک وقت خدا تعالیٰ کا فضل ضرور اسے آکر اٹھاتا ہے۔ ایک وقت تک تو صرف انہی قوموں کو اٹھاتا ہے جو خود ترقی کرنا چاہتی ہیں مگر یہ رحیمیت کی صفت کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور کبھی رحمانیت کا دور آتا ہے اس وقت ایسی اقوام کو بھی جو اپنی ذلت پر رضامند ہو چکی ہوتی ہیں خدا تعالیٰ ابھارتا ہے۔ پہلے چوہڑے چمار سانسی وغیرہ اقوام کے لوگوں کو نصیحت کی جاتی اور ترقی کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی تھی تو وہ کہتے تھے کہ ہمیں خدا نے ایسا ہی بنایا ہے۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ نے انکی طرف بھی توجہ کی ہے اور زیادہ دن نہیں گزریں گے کہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ انہیں اٹھائے گا اور وہ اس قدر آگے بڑھیں گے کہ ممکن ہے غرور میں آکر دوسروں کو بھی دبانے کی کوشش شروع کر دیں۔ اس طرح اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کشمیری قوم کو بھی اٹھانا چاہتا ہے۔ یہ انسانی کام معلوم نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ کا ہی یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کو ترقی دے۔ اس وقت میں ان دنیوی ذرائع اور سامانوں کا ذکر نہیں کروں گا جو اللہ تعالیٰ نے کشمیریوں کو ترقی دینے اور بڑھانے کے لئے مہیا کر دیئے ہیں بلکہ جماعت کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض روحانی امور بیان کرتا ہوں۔

مسئلہ کشمیر کے متعلق کئی لوگوں کو ایسی رؤیا دکھائی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں کچھ کرنا چاہتا ہے۔ میں نے خود بھی خواب دیکھا ہے کہ ایک مجلس ہے جس میں بہت سے معززین جمع ہیں۔ میں ان کے سامنے کشمیر کے حالات بیان کر رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ حالات امید افزا ہیں اور درمیانی روکیں کوئی ایسی روکیں نہیں اور انہیں تحریک کرتا ہوں کہ آپ لوگ اگر کچھ رقم خرچ کریں تو آسانی سے یہ کام ہو سکتا ہے۔ پھر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریک کے ساتھ ہی ان لوگوں میں حرکت شروع ہوئی اور حاضرین ایک دوسرے کے کان میں باتیں کرنے لگے۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک کاغذ پھرایا جانے لگا۔ گویا وہ چندہ کرنے لگے ہیں۔ میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی ہے کہ بعض اوقات جو مایوسی کی گھڑیاں آتی ہیں وہ حقیقی نہیں بلکہ

درمیانی روکیں ہیں۔ اور مسلمان اگر مالی قربانی کریں تو یہ کام ہو سکتا ہے۔ ایک اور دوست یعنی مولوی محمد دین صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول نے پرسوں ایک خط اور کچھ رقم ارسال کی اور لکھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ چندہ خاص ادا کرنے کی برکت سے خدا تعالیٰ نے توفیق دی کہ میں نے اپنے بچہ کے داخلہ کے لئے جو اس وقت کالج میں پڑھتا ہے کچھ رقم جمع کرلی ہے آپ نے مجھے کہا لاؤ وہ رقم کشمیر کے لئے دیدو۔ چنانچہ انہوں نے اس خواب کو پورا کرنے کے لئے مبلغ ایک سو پندرہ روپیہ جو انہوں نے جمع کئے تھے مجھے کشمیر کے لئے بھیج دیئے ہیں۔ اور بھی بعض روحانی امور ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت ثواب حاصل کرنے کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ کشمیریوں کی امداد کرنا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا کام پیدا کر دیا ہے جس سے وہ اپنے بندوں کو ثواب کا موقع دینا چاہتا ہے اور دوسری طرف مہینہ بھی وہ ہے جو خاص طور پر ثواب حاصل کرنے کا ہے تو میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ یہ اتنا آسان کام ہے کہ اس سے زیادہ آسان اور کوئی قومی کام نہیں۔ کہتے ہیں محمود غزنوی نے جب ہندوستان پر حملہ کیا تو دو دو روپیہ میں غلام بکے تھے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک روپیہ بلکہ ایک روپیہ سے بھی بہت کم میں کشمیر کے غلاموں کو آزاد کرایا جا سکتا ہے۔ وہاں کی آبادی تیس لاکھ ہے۔ اور میرا اندازہ ہے کہ ان کی آزادی کی تحریک دو تین لاکھ روپیہ میں بھی پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتی ہے۔ کیونکہ الٰہی سامان ایسے ہوتے ہیں کہ انسان ان کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا۔ بعض اوقات تو مشکلات کے پہاڑ نظر آتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ انہیں اس طرح اڑا دیتا ہے گویا کبھی تھے ہی نہیں۔ بعض اوقات وہاں کے کارکنوں میں ایسی لڑائیاں اور تفرقے پیدا ہو جاتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے اب یہ کام تباہ ہو جائے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یا تو تفرقوں کو مٹا دیتا ہے اور یا تفرقہ پیدا کرنے والوں کی عزت کو مٹا دیتا ہے۔ جس سے صاف نظر آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت اس تحریک کے ساتھ ہے۔ باوجودیکہ ہندوؤں نے اسے مذہبی رنگ دینا چاہا اور ہندو مسلم سوال بنا کر اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی مگر بعض اوقات سخت مخالف ہندو بھی اس کی تائید کرنے لگ جاتے ہیں اور اب کشمیر و جموں کے ہندوؤں میں بھی یہ رَو پیدا ہو رہی ہے کہ یہ تحریک ہمارے لئے بھی فائدہ کا موجب ہے اور ان سامانوں کو دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو کرنا چاہتا ہے۔ بندے جو اس میں مدد دیں گے وہ مفت میں ثواب حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اور اس کے لئے قربانیاں بھی کوئی بہت زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہندوستان کی

آزادی کے لئے جو قربانیاں کی گئی ہیں اس کے دسویں حصہ میں کشمیر کے مسلمان آزاد ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ ریاست بھی پورا زور لگائے گی۔ کیونکہ کون ہے جو آسانی سے اپنے غلاموں کو آزاد کرنا پسند کرے۔ اس کی طرف سے سازشیں کی جائیں گی۔ کشمیر میں اور یہاں بھی تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اور پورا زور لگایا جائے گا اور لگایا جارہا ہے۔ لیکن باوجود اس کے اسے کامیابی نہیں ہوگی۔ مجھے چونکہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی اطلاعات ملتی رہتی ہیں اس لئے ان کی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں کہ ریاست کی طرف سے پانی کی طرح روپیہ بہانے اور افسروں کے رات دن لگے رہنے کے باوجود بھی کام نہیں چلے گا۔ اگر ظاہر میں ہمیں ایک ناکامی ہوتی ہے تو باطن میں دو کامیابیاں بھی اللہ تعالیٰ دے دیتا ہے۔

پس ہماری جماعت کے دوست جنہیں ہر وقت ثواب حاصل کرنے کا خیال رہتا ہے. ان کے لئے یہ بھی ایک موقع ہے۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ میرے دل میں اس کے لئے تحریک ہو رہی ہے۔ اور جس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے اس کی طرف سے جو تحریک ہو وہ بیعت کرنے والے کے لئے زیادہ قدر و قیمت رکھتی ہے۔ میرے علاوہ بعض دوسرے دوستوں کو بھی خواب کے ذریعہ سے تحریکیں ہو رہی ہیں۔ کئی نادان خیال کرتے ہیں کہ یہ سیاسی کام ہے حالانکہ یہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ غلاموں کی آزادی قرآن کریم نے مذہبی کام قرار دیا ہے۔ کئی جرائم کی سزا کے طور پر غلاموں کی آزادی رکھی ہے اور جس شخص نے ایک بار بھی کشمیر کو دیکھا ہے وہ ریاست کے تمام دعاوی اور جھوٹے پروپیگنڈا کے باوجود یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ کشمیر کے مسلمان یقیناً غلام ہیں اور ان کی حالت دیکھنے کے بعد بھی جو یہ کہتا ہے کہ ان کو کسی قسم کے انسانی حقوق حاصل ہیں وہ یا تو پاگل ہے اور یا اول درجہ کا جھوٹا اور مکار۔ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ نے بہترین دماغ دیئے ہیں اور ان کے ملک کو دنیا کی جنت بنایا ہے۔ مگر ظالموں نے بہترین دماغوں کو جانوروں سے بدتر اور انسانی ہاتھوں نے اس بہشت کو دوزخ بنادیا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی غیرت نہیں چاہتی کہ خوبصورت پھول کو کانٹا بنادیا جائے اس لئے وہ اب چاہتا ہے کہ جسے اس نے پھول بنایا ہے وہ پھول ہی رہے اور کوئی ریاست اور حکومت اسے کانٹا نہیں بنا سکتی۔ روپیہ. چالاکی. مخفی تدبیریں اور پروپیگنڈا کسی ذریعہ سے بھی اسے کانٹا نہیں بنایا جاسکتا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہے اس لئے کشمیر ضرور آزاد ہوگا اور اس کے رہنے والوں کو ضرور ترقی کا موقع دیا جائے گا۔ اگر تم اس میں حصہ لوگے تو گو بظاہر اس بڑھیا کی مثال ہوگی جس کے متعلق یہ قصہ مشہور ہے کہ وہ سوت کی انٹی لے کر

حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے گئی تھی۔ لیکن ساتھ ہی یہ مت خیال کرو تمہارا حصہ بہت تھوڑا ہے۔ ممکن ہے تمہارا پیسہ یا دھیلہ یا دمڑی ہی اس کی آزادی کا موجب ہو جائے اور اگرچہ دنیا کی نظر میں اس کی کچھ حقیقت نہ ہو مگر خدا تعالیٰ کے علم میں یہ بات ہو کہ اگر وہ دمڑی خرچ نہ کی جاتی تو یہ ملک آزاد نہ ہو سکتا۔

دوسری چیز دعا ہے۔ میں دوستوں کو تحریک کرتا ہوں کہ رمضان کی دعاؤں میں کشمیر کی آزادی کو بھی شامل رکھیں۔ اگر ہمارے پاس ریاست کے مقابلہ میں روپیہ نہیں' آدمی نہیں' فوجیں نہیں اور دوسرے دنیوی اسباب نہیں۔ تو کچھ پرواہ نہیں کیونکہ ہمارے پاس وہ ہتھیار ہے جو دنیا کے سارے بادشاہوں کے پاس نہیں اور جس سے تمام حکومتوں کی متحدہ طاقتوں کو بھی شکست دی جاسکتی ہے اور وہ دعا ہے۔ پرانے زمانہ میں جب مسلمانوں کے اندر خرابیاں پیدا ہونی شروع ہوئیں تو ایک بزرگ تھے جنکے ہمسایہ میں ایک امیر رہتا تھا۔ اس کے ہاں رات کے وقت گانا بجانا ہوتا تھا اور اس سے ہمسایوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ ان کی اس تکلیف کو دیکھ کر اور آوارگی کی اس روح کو روکنے کے لئے اس بزرگ نے کہا اگر کوئی اور اسے نہیں روکتا تو ہم روکتے ہیں۔ وہ گئے اور گانے والوں کو روک دیا۔ اس پر امیر نے دریافت کیا کہ خاموشی کیوں ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا فلاں شخص روکتا ہے۔ اس نے بزرگ سے دریافت کیا کہ تم کیوں روکتے ہو۔ آپ نے فرمایا اہل محلہ کو تکلیف ہوتی ہے اس نے کہا تم نہیں جانتے میں بادشاہ کا درباری ہوں۔ اگر تم لوگ میرا مقابلہ کرو گے تو میں شاہی سپاہی بلاؤں گا۔ اس بزرگ نے کہا بے شک تم سپاہی لے آؤ ہم بھی مقابلہ کرلیں گے۔ اس نے پوچھا تم کس طرح مقابلہ کر سکتے ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ میں سپاہیوں سے نہیں بلکہ سہام اللیل (رات کے تیروں) سے مقابلہ کروں گا۔ اس بات کا امیر پر اس قدر اثر ہوا کہ فوراً ہی اس کے دل کی حالت بدل گئی اور اس نے کہا رات کے تیروں کا میں واقعی مقابلہ نہیں کر سکتا اور باز آتا ہوں سو اگر تم اس مالی خدمت کے علاوہ جو کر سکتے ہو۔ سہام اللیل بھی چلاؤ اور دعائیں کرو اور اگر مالی امداد نہیں کر سکتے تو صرف دعائیں ہی کرو تو یہ مدد معمولی مدد نہیں۔ دنیا چاہے اسے ذلیل سمجھے لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت گراں قدر ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ یتیم کو دکھ نہ دو اس کی دعا عرش الٰہی کو ہلا دیتی ہے [۴] ۔ کاش مہاراجہ کشمیر کو کوئی بتائے کہ تیس لاکھ مظلوموں کی آہیں آپ کے خلاف اٹھ رہی ہیں جن سے عرش الٰہی کانپ رہا ہے۔ جس کے مقابلہ میں آپ کی مہاراجگی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور اگر آپ ان مظلوموں کی

آہوں کو دعاؤں سے نہیں بدل لیں گے تو خدا تعالیٰ کے عذاب میں مبتلاء ہوں گے۔ اور آپ کی طاقت یا انگریزوں کی امداد آپ کے کام نہیں آئے گی۔ جو لوگ ان کو مسلمانوں کے حقوق دینے سے روک رہے ہیں وہ ان کے دشمن ہیں۔ کاش وہ اپنی جان اور اپنے خاندان پر رحم کریں اور آسمانی تیروں سے ڈر کر تیس لاکھ انسانوں کو آزاد کر دیں۔ تا اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ جائیں اور اس کے فضلوں کے وارث ہو سکیں۔ مگر شاید ان کے کان میں یہ بات ڈالنے والا کوئی نہیں۔ افسوس کہ وہ اموال اور اشیاء جو خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے دی تھیں کہ بنی نوع کی خدمت کر سکے اور ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب اور رحمت حاصل کرے انہیں وہ بہت بڑی چیز سمجھ کر کسی کی پرواہ ہی نہیں کرتا۔ ان کے ذریعہ سب کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتا ہے۔ گویا وہ چیز جو اس لئے عطا ہوئی تھی کہ انسان کو جنت میں لے جائے اسے دوزخ میں گرا دیتی ہے۔ حکومت ہاتھ میں ہونے سے دماغ پھر جاتے ہیں۔ فوج اور خدّام مغرور بنا دیتے ہیں۔ اور کوئی نہیں سمجھتا کہ یہ سب کچھ غریبوں کی مدد کے لئے عطاء ہوا ہے نہ کہ ان کے حقوق غصب کرنے کے لئے۔ خدا تعالیٰ کی یہ نعمتیں حاصل ہونے کے بعد سمجھا جاتا ہے کہ لوگوں کا فرض ہے ہماری خدمت کریں لیکن یاد رکھیں اس طرح کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کامیابی خدمت اور قربانی میں ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ متواتر مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہے کہ میں تم کو آزمائش میں ڈالنے والا ہوں اور تمہیں حکومت دے کر دیکھوں گا کہ کس طرح عمل کرتے ہو۔ اور پچھلی قوموں سے نصیحت حاصل کرنے کی متواتر نصیحت کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ گرے ہوؤں کی مدد کر کے وہ ان کو بڑھاتا ہے اسی وجہ سے مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ مہاراجہ صاحب کشمیر کے دل میں ضرور رحم ڈالے گا۔ اور وہ اپنے ملک کے مسلمانوں کو وہ انسانی حقوق دینے پر آمادہ ہو جائیں گے جن کے بغیر زندگی مشکل ہے۔ اور یا پھر انکے ہاتھ خود ہی باندھے جائیں گے اور ان کی طاقت کمزور کر دی جائے گی۔ انگریزی حکومت نے بھی مہاراجہ کشمیر کی تائید میں بعض آرڈی نینس جاری کئے ہیں۔ بعض نادان شاید خیال کرتے ہوں کہ اس طرح یہ تحریک کچلی جائے گی۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہئے جو کام میرے یا کسی اور شخص کے ذریعہ ہو رہا ہو وہ تو روکا جا سکتا ہے لیکن جسے خدا تعالیٰ کرنا چاہے۔ اسے کسی شخص کو قید و بند میں ڈالنے بلکہ جان سے مار دینے سے بھی نہیں بند کیا جا سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو اور دوسروں کو بھی دعائیں کرنے کی ترغیب دو۔ کیونکہ دعائیں سننے میں اللہ تعالیٰ کسی کا خیال نہیں کرتا۔ بلکہ عیسائی، یہودی، ہندو، سب کی دعائیں سنتا ہے۔ اس میں شک

نہیں کہ بعض نعمتیں ایمان سے مخصوص ہیں مگر اکثر غیر مخصوص ہیں اور اس کی رحمت کافر مومن سب کو ڈھانپ لیتی ہے۔ کوئی حکومت ایسا آرڈی نینس جاری نہیں کر سکتی کہ دعا نہ کرو اور کوئی حکومت خدا کے فضل کو روک نہیں سکتی۔ حکومت اس سے تو روک سکتی ہے کہ مظلوموں کی حمایت میں مضمون نہ لکھے جائیں' جلسے نہ کئے جائیں' جتھے نہ لے جائے جائیں' تقریریں نہ کی جائیں' چندے نہ جمع کئے جائیں لیکن تمہاری دعاؤں کو کوئی نہیں روک سکتا اس کے لئے تو زبان بھی ہلانے کی ضرورت نہیں۔ ایک دُکھیا دل جب خدا تعالیٰ کے سامنے جھک جاتا ہے تو اس کی دعا ختم ہو جاتی ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے تو کوئی طاقت کچھ نہیں کر سکتی۔ انگریزی حکومت کے پاس سامان جنگ' افواج' اسلحہ سب کچھ ہیں لیکن مالی مشکلات میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا پکڑا ہے کہ سب حیران ہیں۔ چند دنوں میں ہی پونڈ کی قیمت ایسی گری ہے کہ چار پانچ ماہ کے عرصہ میں دنیا کی بہترین مالدار قوم کی حالت دیوالیوں کی سی ہو گئی ہے۔ یہ ایک نشان ہے تمہارے لئے اور ہر اس شخص کے لئے جو دنیوی سامانوں پر تکیہ کرتا ہے۔ دراصل کمزور وہی ہے جسے خدا کمزور کرے۔ اور طاقتور وہی ہے جسے خدا تعالیٰ طاقتور بنائے۔ پس مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ دعاؤں کے ذریعہ بھی مدد کرو اور مالی و تبلیغی طور پر بھی۔ ہر دل جس میں کشمیر کے مظلوموں کے لئے تم درد پیدا کرتے ہو وہ بھی خدمت ہے۔ اس لئے باہر کی جماعتوں کو اس کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ کیونکہ اس مسئلہ کی طرف ابھی انکی توجہ اتنی نہیں جتنی کہ چاہئے۔ اس لئے ہر وہ جماعت اور شخص جس تک میری آواز پہنچے رمضان کے دنوں میں خصوصیت کے ساتھ اور بعد میں بھی اس طرف توجہ کرے۔ ہر گاؤں میں چندہ جمع کیا جائے اور نہیں تو ہر روز مُٹھی بھر آٹا ہی اس کام کے لئے علیحدہ کر دیا جائے۔ ہندوستان میں قریباً ساٹھ ہزار قصبے ہیں اور اگر ان میں سے صرف بیس ہزار قصبوں میں مسلمان رہتے ہیں اور یہ بیس ہزار قصبے صرف ایک آنہ ماہوار کی رقم جمع کریں۔ تو بھی ہر مہینہ میں سوا ہزار روپیہ جمع ہو سکتا ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ لوگ توجہ نہیں کرتے۔ یہ تمہارا کام ہے کہ جاؤ اور جا کر انہیں متوجہ کرو۔

کشمیر کے مسلمان احمدی نہیں ہیں کہ کوئی ہم پر اعتراض کر سکے۔ یہ غلام قوم کی آزادی کا سوال ہے اس کے لئے کسی سے مانگنے اور تحریک کرنے میں کوئی شرم نہیں۔ ایک دو. تین. چار دن بلکہ اس وقت تک جاؤ جب تک کہ خدا تعالیٰ ان غلاموں کو آزاد کرا دے۔ ویسے غلام تو اس زمانہ میں نہیں ہیں جو پہلے ہوا کرتے تھے۔ ان کو تو یورپ نے آزاد کرا دیا۔ اب یہی غلام باقی ہیں جو

نام کے طور پر آزاد ہیں لیکن عملاً غلام ہیں۔ان کو آزادی دلانے کے لئے ہمیں ثواب کا ایک موقع حاصل ہے۔پس جہاں جہاں بھی کوئی احمدی ہے خواہ جماعت کی صورت میں خواہ اکیلا۔میں پھر اسے متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اس عظیم الشان کام سے غفلت نہ کرے۔یہ ثواب حاصل کرنے کا بہترین موقع ہے۔اور جو اس وقت غفلت کرتا ہے وہ اپنی عمر کا بہترین موقع ضائع کرتا ہے۔ان کے لئے چندہ جمع کرو۔ان کے متعلق لوگوں کے اندر ہمدردی پیدا کرو یہاں تک کہ بچہ بچہ انکی مظلومیت سے آگاہ ہو جائے۔اور ہر دل میں ان کے لئے ہمدردی پیدا ہو جائے۔بڑے بڑے شہر مثلاً بمبئی، کلکتہ، دہلی وغیرہ کے مالدار لوگ اگر اپنی زکوتیں ہی دیں تو بھی بہت کام ہو سکتا ہے۔تم گھر بیٹھے ہی یہ خیال مت کرو کہ لوگ توجہ نہیں کرتے۔جب تک کوئی شخص ہر گھر اور دکان پر نہیں جاتا اور گھر بیٹھے ہی خیال کرلیتا ہے کہ لوگ توجہ نہیں کرتے وہ نادان ہے۔اور خود اپنے نفس کو بھی دھوکا دیتا ہے اور خدا کو بھی دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے۔بڑے شہروں کے احمدیوں کو چاہئے کہ وفد بنا کر ہر دکان پر جائیں .اللہ تعالیٰ یقیناً برکت دے گا۔پس رمضان کے دنوں میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیز ہوا سے بڑھ کر صدقہ کرتے تھے احباب جماعت کو چاہئے کہ اس کام میں توجہ کریں تا اللہ تعالیٰ ان کو اس کے ثواب میں حصہ دار بنائے۔کیونکہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کام کو کرنا چاہتا ہے۔اور ہمارے لئے مفت میں اجر حاصل کرنے کا موقع ہے۔یہ مت خیال کرو کہ احرار کی فتنہ انگیزیاں ہمارے خلاف تعصب پیدا کر رہی ہیں۔کیونکہ اکثر لوگ دنیا میں عقل سے کام لیتے اور اپنے نفع و نقصان کو سمجھتے ہیں۔خود کشمیر میں بہت زیادہ تعصب تھا۔مگر اس کام میں نوے فیصدی لوگ ہیں جو کسی قسم کے تعصب کا اظہار نہیں کرتے کیونکہ وہ اپنے نفع کو خوب سمجھتے ہیں۔اس لئے یہ خیال مت کرو کہ تعصب ہے بلکہ جن کے دلوں میں تعصب ہے ان کو بھی تم اپنا ہم خیال بنا سکتے ہو۔اور حقیقت تو یہ ہے کہ اکثر لوگ ایسے ہیں جن میں تعصب نہیں .صرف سستی ہے۔کیوکہ عام انسان چاہتے ہیں قربانی سے بچ جائیں .اس لئے ممکن ہے کہ بعض تمہاری احمدیت کو بہانہ بنا کر قربانی سے بچنا چاہیں۔لیکن اگر انہیں بار بار سمجھایا جائے تو وہ بھی مان جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام نیک کاموں میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔اور اپنی رضاء کے حصول کے مواقع بہم پہنچائے۔اس مظلوم ملک کی بھی امداد کرے اور ہمیں بھی توفیق دے کہ ان کی غلامی کو آزادی سے تبدیل کرنے کے لئے کوشش کریں اور اس طرح غلاموں کو آزاد کرانے کی نیکی

سے محروم نہ رہیں۔

(الفضل ۳۱ جنوری ۱۹۳۲ء)

۱۔ بخاری کتاب الصوم باب اجود ما کان النبی یکون فی رمضان

۲۔ بخاری کتاب التوحید باب ذکر النبی و روایته عن ربه

۳۔

۴۔ بخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول الله صلی الله علیه وسلم........الخ